دل کی بات　　　مدیر

''سلطانیٔ جمہور کا آیا ہے زمانہ''

پاکستان کے ساٹھ سالہ تاریخی ورثہ میں فوجی انقلاب، عدالتی فیصلے اور سیاست دانوں کی نااہلیاں ہمیشہ اہمیت کی حامل رہی ہیں۔ ۲۵ رفروری ۲۰۰۹ء کو عدالتِ عظمیٰ نے ایک مقدمے میں شریف برادران کو سیاسی نااہل قرار دے دیا ہے۔ اُدھر صدارتی حکم سے پنجاب میں دو ماہ کے لیے گورنر راج نافذ کر دیا گیا ہے۔ اس فیصلے پر ملک بھر میں ہنگاموں اور ہڑتالوں کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ معزول چیف جسٹس افتخار محمد چودھری نے کہا ہے کہ ''غلط فیصلوں کے اچھے نتائج نہیں نکلتے۔ عوام نے سپریم کورٹ کا فیصلہ تسلیم نہیں کیا۔'' حالات کیا رخ اختیار کرتے ہیں، آثار اچھے نہیں۔ اُدھر وکلاء لانگ مارچ اور دھرنے کی تیاریوں میں مشغول ہیں جبکہ نواز شریف نے اپنی جارحانہ پریس کانفرنس میں لانگ مارچ اور دھرنے سے بھی آگے جانے کا اعلان کرتے ہوئے وکلاء برادری کی مکمل حمایت کا اعلان کیا ہے۔ انہی دنوں چودھری شجاعت حسین نے لانگ مارچ سے پہلے ''کوئیک مارچ'' کے خدشے کا بھی اظہار کیا ہے۔

ہمارے ہاں جھوٹے وعدوں اور بیانات سے مکر جانے، عہد شکنیوں اور غلط فیصلوں کو بہت پذیرائی حاصل ہے۔ یہ مسلمانوں کا شعار نہیں اور اس کا انجام عذابِ الٰہی کے سوا کچھ نہیں۔ وزیر اعظم گیلانی نے پارلیمنٹ میں اپنی پہلی تقریر میں معزول چیف جسٹس افتخار محمد چودھری کی بحالی کا اعلان کیا لیکن عمل اس کے برعکس کیا۔ پھر انھوں نے پرویز مشرف کو معاف کرنے کا اعلان کیا اور دو ماہ بعد کہا کہ میں نے معاف نہیں کیا۔ صدر زرداری نہ صرف اپنی مقتول بیوی بے نظیر کے دستخط شدہ ''میثاقِ جمہوریت'' سے انکاری ہوئے بلکہ اپنے اور نواز شریف کے درمیان ہونے والے دستخط شدہ ''معاہدۂ مری'' سے بھی منکر ہو گئے۔ ایسے رویے اور فیصلے ملک کو تباہی اور خوفناک سیاسی بحران کی طرف لے جا رہے ہیں۔ ایک طرف وطن عزیز مکمل طور پر امریکی غلامی کی زنجیروں میں جکڑا جا چکا ہے اور دوسری طرف بحرانی طوفانوں کی بھنور میں پھنس چکا ہے۔ تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے کہ حالیہ عدالتی فیصلہ، جسٹس منیر کے مولوی تمیز الدین کیس اور جسٹس مشتاق کے بھٹو کیس کے فیصلوں کا تسلسل ہے۔ یہ عدالتی نہیں صدارتی فیصلہ ہے۔ لطف یہ ہے کہ شریف برادران کی نااہلی کے مقدمے میں حکومتی وکیل احمد رضا قصوری تھے جو اپنے باپ کے قتل کے جرم میں پیپلز پارٹی کے بانی ذوالفقار علی بھٹو کو عدالتی فیصلے کے ذریعے پھانسی لگوا چکے ہیں۔ یہی وہ احمد رضا قصوری ہیں، کچھ عرصہ قبل وکلاء نے جن کا منہ کالا کر دیا تھا۔ حالات بہرحال تباہی کی طرف جا رہے ہیں۔

یہ تو سلطانیٔ جمہور کا زمانہ ہے۔ اس کے بعد کیا ہوگا؟ انجامِ گلستاں کیا ہوگا؟

یہ سوالات مستقبل کے مؤرخ کے لیے نوشتۂ دیوار ہیں اور ان کے لیے تاریخ کے صفحات خالی ہیں جو اپنے معیّن وقت پر ہی پُر ہوں گے۔